ANAS

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فریضۂ اطاعت امیر

مرتبہ

مسعود احمد صاحب

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

شائع کردہ

ادارہ مطبوعات اسلامیہ

عنبر نگر، نزد اڈیکمٹ 12-11-1895/B

حیدر آباد۔500044(اے۔پی۔)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امیر کی اطاعت

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۔ (النسآء۔۵۹)	اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو امراء ہوں ان کی اطاعت کرو۔

اس آیت مبارکہ سے اولوا الامر یعنی امراء کی اطاعت فرض ہوئی۔ اس آیت میں امراء کے ساتھ حکومت کی کوئی شرط اللہ تعالیٰ نے نہیں لگائی لہٰذا ہر امیر کی اطاعت فرض ہے۔ اپنی طرف سے حکومت کی شرط کتاب اللہ پر زیادتی ہے اور یہ کفر ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ۱۲۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر امیر کی اطاعت فرض ہے۔ امیر کی اطاعت کیلئے حدیث میں کوئی شرط نہیں ہے۔ اپنی طرف سے حکومت کی شرط لگانا شریعت سازی ہے اور یہ شرک ہے۔

(۳) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس شخص کو امیر کی کوئی بات ناگوار گذرے تو صبر کرے کیونکہ جو شخص سلطان سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی"۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی اموراً تنکرونھا جزء ۹ صـ۵۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ۲ صـ۱۳۴)

سلطان کے معنیٰ دلیل، حجت، اختیار اور قوت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (ہود ۹۶)	اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا۔

(۲) وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا

(بنی اسرآئیل - ۳۳)

اور جو شخص ظلم کے ساتھ قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ وہ بدلہ لے لے)

(۳) یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ (الرحمٰن - ۳۳)

اے جنات اور انسانوں کی جماعت! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ (لیکن) تم نہیں نکل سکتے بغیر قوت کے۔

حدیثِ مذکور کے پہلے جزء میں امیر کا لفظ ہے اور دوسرے جزء میں سلطان کا لفظ ہے جو امیر ہی کے لئے استعمال ہوا۔ کیونکہ امیر کو اپنے عہدۂ امارت کی وجہ سے ایک قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے اور کیونکہ اس کا حکم مامورین پر حجّت ہوتا ہے اسی لئے اُسے سلطان کہا گیا ہے۔ بادشاہ کو بھی اسی لئے سلطان کہا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں قوت ہوتی ہے اور اس کا فرمان رعایا پر حجّت ہوتا ہے۔

الغرض، ہر امیر کی اطاعت فرض ہے اور اس کی اطاعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہونا ناجائز ہے۔ امیر ہی کی وجہ سے جماعت میں تنظیم اور تنظیم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اگر امیر کی اطاعت نہ کی جائے تو تنظیم کی قوت جاتی رہے گی۔ امیر ہی جماعت کی قوت کا مرکز ہے اور اس مرکزیت ہی کی وجہ سے وہ خود ایک قوت اور سلطان ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے امیر کی کوئی ایسی بات دیکھے جو اُسے ناپسند ہو تو اس پر صبر کرے اس لئے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اور (اسی حالت میں) مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی"

(صحیح بخاری کتاب الفتن جزء ۹ صـ۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ۲ صـ۱۳۶)

(نوٹ) جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ یعنی کفر کا زمانہ ہے۔

اس حدیث کے پہلے جزء میں امیر کا لفظ ہے اور دوسرے جزء میں جماعت کا لفظ ہے گویا امیر کو چھوڑنا جماعت کو چھوڑنا ہے۔

(۵) حضرت عبادہ بن الصامت فرماتے ہیں: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا پھر

ہم سے بیعت لی۔ آپ نے ہم سے جن باتوں پر بیعت لی وہ یہ تھیں کہ: (امیر کا حکم) سننا اور اطاعت کرنا، خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی، تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی اور ترجیح کی صورت میں بھی اور (اس بات پر بھی بیعت لی) کہ امیر سے (اس کے) امر کے معاملہ میں جھگڑا نہ کرنا سوائے اس صورت کے کہ تم (اس کو) صریح کفر (کرتے) دیکھو جس (کو کفر ثابت کرنے) کے لئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل و برہان ہو۔"

(صحیح بخاری کتاب الفتن جزء ۹ ص۵۹ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳۲)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "(امیر کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام ہی کو کیوں نہ (امیر) مقرر کر دیا جائے جس کا سر کشمش (کے برابر) ہو۔"

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام ما لم تکن معصیۃ جزء ۹ ص۷۸)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مسلم آدمی پر (امیر کا حکم) سننا اور اطاعت کرنا لازمی ہے خواہ اُسے وہ (حکم) پسند ہو یا ناپسند ہو (اس شرط کے ساتھ کہ) اُسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔" (صحیح بخاری کتاب الاحکام جزء ۹ ص۷۸ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ ص۱۳۱)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امیر کی اطاعت فرض ہے صرف ایک شرط کے ساتھ کہ امیر گناہ کا حکم نہ دے۔ امیر کی اطاعت کے لئے حکومت کی شرط کسی حدیث میں نہیں ہے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حکم) سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کیا کرتے تھے تو آپ ہم سے فرماتے تھے کہ: "جہاں تک تم سے ہو سکے۔" (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس جزء ۹ ص۹۶ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ فیما استطاع جزء ۲ ص۱۴۲)

(۹) حضرت جریرؓ فرماتے ہیں: "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (حکم) سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی تو آپ نے مجھے سکھایا (کہ اس طرح کہو) جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا (سنوں گا اور اطاعت کروں گا)۔" (صحیح بخاری کتاب الاحکام جزء ۹ ص۹۶)

مندرجہ بالا احادیث سے امیر کی اطاعت کی اہمیت آشکار ہے۔ امیر کی اطاعت کرنے پر بیعت لی جاتی تھی۔

(۱۰) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں : ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابوذر! میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور (آدمی) ہو اور جو چیز میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے پسند کرتا ہوں تم ہرگز دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا ۔“ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ جزء ۲ صفحہ ۱۲۴)

دو آدمیوں پر امیر بننے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں :۔

(۱) خلیفہ دو آدمیوں پر کسی کو امیر بنا دے مثلاً امیر وفد ۔

(۲) خلیفہ کی عدم موجودگی میں دو آدمی خود کسی کو اپنا امیر بنا لیں مثلاً امیر سفر ۔

ان دو صورتوں میں سے کسی ایک کو خاص کر لینا بے دلیل ہے ۔ دوسری صورت میں دو آدمیوں کے امیر کے پاس نہ کوئی حکومت ہوگی اور نہ فوج لیکن اس حالت میں بھی اس کی اطاعت فرض ہوگی ۔ اگر فرض نہ ہو تو پھر وہ کونسی ذمہ داری ہے جس سے ڈرایا جا رہا ہے ۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : ”تم پر (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا لازم ہے ، تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی ، تمہاری خوشی میں بھی اور تمہاری ناخوشی میں بھی اور (غیر مستحق کو) تم پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی ۔“ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صفحہ ۱۳۰)

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : ”اگر تم پر نکٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تمہاری رہنمائی کرے تو اس کی (بات کو) سنو اور اطاعت کرو ۔“

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صفحہ ۱۳۱)

غلام کو امیر بنائے جانے کی دو صورتیں ہیں :۔

(۱) کوئی خلیفہ کسی غلام کو امیر بنا دے مثلاً مقامی امیر یا امیر لشکر وغیرہ ۔

(۲) مشورہ سے لوگ خود کسی کو اپنا امیر بنا دیں مثلاً خلیفہ یا امیر جماعت ۔

ہر دو صورتوں میں اس غلام کی اطاعت ضروری ہوگی ۔

(۱۳) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں ، ”میرے خلیل (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت کی کہ میں (امیر کا حکم) سنوں اور اطاعت کروں اگرچہ وہ ہاتھ پیر کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو ۔“ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صفحہ ۱۳۰)

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" جو شخص (امیر کی) اطاعت سے باہر ہوگیا اور جماعت چھوڑ دی پھر (اسی حالت میں) مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"
(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن جزو ۲ صفحہ ۱۳۵)

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" جس شخص نے (امیر کی) اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں (امیر کی) بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزو ۲ صفحہ ۱۳۶)

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالطَّاعَةُ لِذَوِي الْأَمْرِ وَلُزُومُ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔	"تین باتیں ایسی ہیں کہ ان کے معاملہ میں مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا:۔
	(۱) عمل کو اللہ کے لئے خالص کرنا،
	(۲) ذوالامر یعنی امیر کی اطاعت کرنا،
(رواہ الحاکم عن جبیر بن مطعمؓ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزو اول صفحہ ۸۸)	(۳) "جماعت المسلمین" سے چمٹے رہنا۔

(۱۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار دیا یہاں تک کہ وہ (دوبارہ جماعت کی طرف) لوٹے۔" (رواہ الحاکم عن عبداللہ بن عمرو بسندہ صحیح۔ المستدرک جزو اول صفحہ ۱۱۷)

(۱۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" میں تمہیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن (کی تبلیغ) کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے (۱) (امیر کا حکم) سننا (۲) اطاعت کرنا (۳) جہاد کرنا (۴) ہجرت کرنا اور (۵) جماعت (سے چمٹے رہنا) کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے علیحدہ کردیا سوائے اس صورت کے کہ وہ (جماعت کی طرف) واپس لوٹے۔"
(رواہ الترمذی فی ابواب الامثال عن الحارث الاشعری وصححہ۔ جزو ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" جماعت کو لازم پکڑو۔ علیحدگی سے بچو کیونکہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ رہتا ہے، دو سے دور ہو جاتا ہے۔" (رواہ

الترمذی فی ابواب الفتن وصحیحہ جزء ۲ صـ۹۶)

یہ حدیث ہر زمانہ کے لئے عام ہے۔ کوئی زمانہ اس کے لئے مخصوص نہیں۔ کیا جس زمانہ میں جماعت کے پاس حکومت نہ ہو جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے شیطان کو اپنا ساتھی بنانا جائز ہے۔ ہرگز نہیں، لہٰذا جماعت سے علیحدگی بھی ہرگز جائز نہیں۔ جماعت سے چمٹے رہنا ضروری ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جماعت کے امیر سے بھی چمٹا رہے۔

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "جو شخص جماعت چھوڑ دے، امارت کی تذلیل کرے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ کے نزدیک اس کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی جو (عند اللہ مقبول ہو)" (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول صـ۱۱۹)

مندرجہ بالا تمام احادیث میں (۱) امیر کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے۔ کسی حدیث میں بھی امیر کے ساتھ حکومت کی شرط نہیں لگائی گئی۔

(۲) جماعت سے چمٹے رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جماعت سے چمٹے رہنا بھی اسی صورت میں ممکن ہے کہ امیر جماعت سے چمٹا رہے اور امیر جماعت سے چمٹا رہنا اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کی اطاعت کرتا رہے۔

امام جماعت اور امیر جماعت ہم معنی ہیں

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خبردار، تم میں سے ہر شخص حکمران (راعی) ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت (رعیتہ) کے متعلق باز پرس ہوگی۔ امام جو لوگوں پر حکمران ہوتا ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، مرد اپنے اہل بیت پر حکمراں ہے اور اس سے اس کے اہل بیت کے متعلق باز پرس ہوگی، عورت اپنے شوہر کے اہل بیت اور اس کی اولاد پر حکمراں ہے اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی اور غلام اپنے آقا کے مال پر حکمراں ہے اور اس سے (اس) مال کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (الغرض) خبردار (ہو جاؤ) تم میں سے ہر ایک حکمراں ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم جزء ۹ صـ۷۷)

اس حدیث میں لفظ "راعٍ" استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنیٰ درج ذیل ہیں:۔

(۱) اسم فاعل وکل من ولی امر قوم، وفی الاصطلاح هو المتحقق فی معرفة الامور السياسة المتعلقة بالمدنية المتمكن علی تدبير النظام الموجب لصلاح العالم (محیط المحیط قاموس مطول للغة العربية صـ ۳۴۲)

ترجمہ (یہ لفظ رعایۃ سے) اسم فاعل (ہے، اس سے مراد) ہر وہ شخص ہے جو کسی قوم کے امر کا والی ہو اور اصطلاح میں (اس سے مراد وہ شخص ہے جو) مدنیت کے متعلق امورِ سیاست کو واجب اور قائم کرنے والا (ہو یا) جو صلاحِ عالم کے لئے انتظامی تدابیر پر قدرت رکھنے والا (ہو)

(۲) کل من ولی امر قوم کالاسقف والبطریرك وغيرهما (المنجد فی اللغة والادب والعلوم صـ ۲۶۸)

ترجمہ ہر وہ شخص جو کسی قوم کے امر کا والی ہو جیسے اُسقف (بادشاہ یا عالم) اور بطریرک (سردار یا رئیس)۔

(۳) والی، امیر (منتهی الادب فی لغات العرب)

الغرض مندرجہ بالا تصریحات کے لحاظ سے "راعٍ" کا صحیح ترجمہ حکمران ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کے متعلق نہ پوچھو (کہ ان کا کیا حشر ہوگا): ایک تو وہ شخص جو جماعت چھوڑ دے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت میں مرجائے، دوسرا وہ غلام یا لونڈی جو بھاگ جائے اور (اسی حالت میں) مرجائے، تیسری وہ عورت جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ ہو اور وہ اس کی دنیا کی ضروریات پوری کرگیا ہو پھر وہ اس کے جانے کے بعد اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرے (الغرض) ان (تینوں) کے متعلق (کچھ) نہ پوچھو (کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا)۔ (مسند احمد ومستدرك حاکم وسندهٔ صحیح المستدرك جزو اول صـ ۱۱۹ وحجاب المرأة المسلمة للالبانی صـ ۵۴)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شر کے ایک زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔
"(اس زمانہ میں) دوزخ کے دروازوں پر ایسے بلانے والے ہوں گے کہ جو شخص ان کی بات کو مان لے گا وہ اُسے دوزخ میں جھونک دیں گے"۔

حضرت حذیفہؓ نے پوچھا: ''اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں (میں کیا کروں)؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ ''تم جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔'' (صحیح بخاری کتاب الفتن جزء ۹ صفحہ ۶۵ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب لزوم الجماعۃ جزء ۲ صفحہ ۱۳۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ (۱) اُس شر کے زمانہ میں اسلامی حکومت نہیں ہوگی۔

(۲) جماعت المسلمین سے چمٹے رہنے کے معنی یہ ہیں کہ جماعت میں شامل رہے۔

(۳) امام جماعت سے چمٹے رہنے کے معنی یہ ہیں کہ امام کی اطاعت کرے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر امامِ جماعت نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔'' (رواہ الحاکم وسندہٗ صحیح۔ المستدرک جزء اول صفحہ ۱۱۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلم کو اس حالت میں مرنا چاہیئے کہ وہ کسی امام کا ماتحت ہو۔ مندرجہ بالا تمام احادیث میں امام کی اطاعت کے لئے حکومت کی کوئی شرط نہیں ہے۔ لہٰذا امام جیسا بھی ہو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔

''امیر کی اطاعت'' اور ''امامِ جماعت ...'' کی ذیل میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امیر اور امام میں کوئی فرق نہیں۔ یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے بجائے استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

امیر کے معنیٰ

''امیر'' صفتِ مشبہہ ہے۔ اس کا مصدر امارت ہے جس کے معنیٰ ہیں ''امر والا ہونا''۔

صفتِ مشبہہ میں مصدری معنیٰ کا ثبوت اور لزوم سمجھا جاتا ہے لہٰذا امیر کے معنیٰ میں ''امر والا'' ہونے کی صفت ثابت ہے اور اپنے موصوف کے ساتھ لازم یعنی چمٹی ہوئی ہے۔ یہ صفت یعنی ''امر والا'' ہونا امیر سے کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کو امیر کہا جائے اور وہ ''حکم والا'' نہ ہو۔ امیر ہر حال میں حکم والا ہوگا۔ اس کا حکم ہر حال میں اور ہر وقت مانا جائے گا۔

امام کے معنیٰ | امام کے معنیٰ ہیں: من یؤتم بہ ای یقتدی بہ من رئیس وغیرہ (محیط المحیط ص۱۶) یعنی وہ شخص جس کی پیروی کی جائے خواہ وہ رئیس ہو یا کوئی اور۔ پیروی احکام میں بھی ہوتی ہے اور اقوال میں بھی۔ احکام کی پیروی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (الانعام - ۱۵۵)

یہ (بڑی) بابرکت کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے لہٰذا اس کی پیروی کرتے رہو۔

افعال کی پیروی تو عموماً کی ہی جاتی ہے اور اس کیلئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔

بے حکومت امیر کی اطاعت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ "جب تین آدمی سفر کے لئے نکلیں تو انہیں چاہیئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔ (رواہ ابوداؤد فی کتاب الجہاد رواتہ ثقات وسندہٗ صحیح وحسنہ الالبانی فی تعلیقات علی المشکوٰۃ ص۱۱۴۳).

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:۔

(۱) سفر میں بھی بغیر امیر کے نہ رہے۔

(۲) امیرِ سفر کے پاس نہ حکومت ہوتی ہے اور نہ اُسے کوئی خلیفہ مقرر کرتا ہے بلکہ حدیث کی رُو سے مسافر خود کسی کو اپنا امیر مقرر کر لیتے ہیں۔

(۳) امیر بنانے کا مقصد سوائے اطاعت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور

(۴) ایسے امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے جس کے پاس کوئی حکومت نہ ہو۔

نتیجہ | اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی قلیل مدت میں بھی مسافروں کا بغیر امیر کے رہنا پسند نہیں فرماتے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ شہر میں مسلم آبادی کا دائمی طور پر بغیر امیر کے رہنا پسند فرمائیں گے۔ اگر سفر کی قلیل سی مدت میں امیر کا ہونا ضروری ہے تو حضر کی طویل مدت میں امیر کا ہونا اور بھی زیادہ ضروری ہے اور کیونکہ امیرِ سفر کی بغیر حکومت کے اطاعت ضروری ہے تو امیرِ جماعت کی بھی بغیر حکومت کے اطاعت ضروری ہے۔ نہ آیت میں اور نہ کسی حدیث میں امیر کی اطاعت کے لئے حکومت کی شرط لگائی گئی ہے اور نہ لگائی جا سکتی ہے۔ حکومت کی شرط لگانا خود ساختہ ہے لہٰذا کالعدم ہے۔

شوہر اور ماں باپ کی اطاعت بھی فرض ہے لیکن ان کی اطاعت کے لئے بھی حکومت کی شرط نہیں تو آخر امیرِ جماعت کے لئے حکومت کی شرط لگانا کس حد تک صحیح ہے۔ یقیناً یہ شرط لغو ہے۔

امیرِ سفر کی اطاعت سے صرف چند مسافروں کا مفاد وابستہ ہوتا ہے، شوہر کی اطاعت سے بیوی کا مفاد وابستہ ہوتا ہے، ماں باپ کی اطاعت سے صرف اولاد کا مفاد وابستہ ہوتا ہے پھر بھی یہ اطاعتیں تو فرض ہوں اور امیرِ جماعت کی اطاعت فرض نہ ہو جس سے پوری جماعت اور اللہ تعالیٰ کے دین کا مفاد وابستہ ہو۔ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے۔

الغرض منقول و معقول دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ امیر کی اطاعت فرض ہے

اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر ۱ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلیفہ کو امیر یا امام کہا گیا ہے لہٰذا جہاں کہیں بھی امیر یا امام کا لفظ آئے گا اس سے خلیفہ ہی مراد ہو گا۔

جواب یہ تو صحیح ہے کہ خلیفہ کو بھی امیر یا امام کہا جاتا ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جہاں کہیں امیر یا امام کا لفظ آئے گا اس سے مراد خلیفہ ہی ہو گا۔ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے اس مفروضہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ ہر خلیفہ امیر یا امام ہوتا ہے لیکن ہر امیر یا امام خلیفہ نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر ۲ امیرِ جماعت کی اطاعت اگر فرض ہے تو وہ شرعی سزائیں کیوں نہیں نافذ کرتا۔

جواب اس اعتراض کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ ہر انسان کو اس کی طاقت کے مطابق مکلف بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرة - ۲۸۶)
کسی شخص کو تکلیف نہیں دی جاتی مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

لہٰذا امیرِ جماعت اپنی طاقت کے مطابق کام کرے گا۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ امیرِ جماعت خلافت کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا

ہے لہٰذا اس جدوجہد کے زمانہ میں اس سے خلیفہ کے فرائض کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا بالکل لغو ہے۔ اس کو ایک مثال کے ذریعے سمجھیے۔ تیسری جماعت میں پڑھنے والا بھی طالب علم ہے اور بی، اے میں پڑھنے والا بھی طالب علم ہے۔ تیسری جماعت میں پڑھنے والا کوشش کر رہا ہے کہ وہ بھی بی، اے کا طالب علم بن جائے لیکن ابھی بنا نہیں تو کیا اس تیسری جماعت کے طالب علم سے یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ بی، اے کے امتحان کے پرچے حل کرے۔ ہرگز نہیں دونوں میں محض طالب علم ہونے کی یکسانیت اس بات کی متقاضی نہیں کہ تیسری جماعت کا طالب علم بی، اے کے پرچے حل کرے۔ بالکل اسی طرح امیر جماعت بھی امیر ہوتا ہے اور خلیفہ بھی امیر ہوتا ہے تو کیا امیر جماعت سے اس حال میں کہ وہ خلیفہ بننے کی کوشش کر رہا ہو یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ خلیفہ کے فرائض انجام دے۔ ہرگز نہیں محض امارت کی یکسانیت اس بات کی متقاضی نہیں ہو سکتی کہ ہر امیر سے خلیفہ کے فرائض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے۔

امیرِ جماعت اُسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکی زندگی میں غالب نہیں تھے۔ آپ کے ہاتھ میں نہ اقتدار تھا اور نہ حکومت، البتہ آپ کی حکومت مسلمین کے قلوب وابدان پر تھی جو کچھ آپ فرماتے تھے مسلمین اس کی اطاعت کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے مقاصد یہ تھے :۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی تبلیغ اور اس عقیدہ کو قلوب میں راسخ کرنا،

(۲) مسلمین کی اصلاح و تربیت،

(۳) مسلمین کو نظم وضبط اور صبر واستقامت کی تلقین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے عقیدہ کو عملی جامہ پہنانے یعنی اس عقیدہ کی بنیاد پر حکومت الٰہیہ قائم کرنے کی منظم تحریک تھی۔

ہر تنظیم میں بعض قواعد وضوابط پر سختی سے عمل کرایا جاتا ہے۔ تنظیم کی قوت اور قواعد وضوابط پر عمل سربراہ تحریک کی اطاعت پر منحصر ہے۔ اگر سربراہ کی اطاعت نہ ہوگی تو تنظیم بھی نہ ہوگی اور اگر تنظیم نہ ہوگی تو تحریک ختم ہو جائے گی۔ مکی زندگی میں بھی مسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی مکمل اطاعت کرتے تھے اور حکومت الٰہیہ کی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زندگی بھی مسلمین کے لئے نمونہ اور مشعلِ راہ ہے۔ اسی زندگی کی اتباع کرکے مسلمین منزلِ مقصود کو پہنچ سکتے ہیں۔ حکومتِ الٰہیہ کے لئے جو تحریک چلائی جائے یا چلائی جارہی ہے اس کے لئے اسوۂ حسنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی ہے، جس طرح مکّی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاتی تھی۔ اسی طرح حکومتِ الٰہیہ کو قائم کرنے کی ہر تحریک میں امیرِ تحریک کی اطاعت لازمی ہوگی۔ اگر امیر کی اطاعت نہ کی جائے تو امیر کی حیثیت ایک مٹی کے بت سے زیادہ نہیں ہوگی، مرکزیت ختم ہو جائے گی اور تحریک مردہ ہو جائے گی۔ الغرض امیرِ جماعت کی اطاعت بہت ضروری ہے اس لئے کہ اس کے بغیر حکومتِ الٰہیہ کا قیام ناممکن ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض مکّی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپ کے نبی ہونے کی حیثیت سے کی جاتی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتی تا وقتیکہ ہمارا قائد بھی نبی نہ ہو۔

جواب نبوت ختم ہوگئی، نبی اب کوئی نہیں بن سکتا لہٰذا تنظیم کا کام اب کسی غیر نبی ہی سے لیا جا سکتا ہے اور وہ اس تنظیمی کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی کو اپنا نمونہ بنائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے اسی لئے تو آپ کی مکّی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے۔ اگر آپ نبی نہ ہوتے تو آپ کی مکّی زندگی ہمارے لئے نمونہ نہ ہوتی۔ ہم نبوت میں بے شک آپ کے شریک نہیں ہوسکتے لیکن آپ کے اقوال وافعال میں عموماً ہم آپ کے شریک ہیں یعنی ہم وہی کرتے ہیں جو آپ نے فرمایا اور جو آپ نے کیا۔ خلافت کی تحریک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاتی تھی اسی بنیاد پر خلافت کی ہر تحریک میں امیرِ جماعت کی اطاعت لازمی طور پر کی جائے گی۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مکّی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بہ حیثیت نبی کے کی جاتی تھی لہٰذا وہ اطاعت اور اس اطاعت کی بنیاد پر آپ کی تنظیم ہمارے لئے نمونہ نہیں تو پھر بتلائیے کہ کیا خلافت کی تحریک میں کسی غیر نبی کی زندگی کو نمونہ بنائیں۔ اگر

نہیں تو پھر نمونہ کہاں سے لائیں۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تحریکِ خلافت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمارے لئے کوئی نمونہ نہیں تو کیا آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے کامل نمونہ نہیں؟ کیا اسلام ناقص ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ہماری رہنمائی نہیں کرتا؟

الغرض مندرجہ بالا اعتراض ایک شیطانی وسوسہ ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

اعلائے کلمۃ الحق فرض ہے

اس امر پر تو سب متفق ہیں کہ اعلائے کلمۃ الحق فرض ہے اور اس کے لئے خلافت کا قیام ضروری ہے۔ اگر اعلائے کلمۃ الحق فرض ہے تو کیا اس کے لئے حتی الامکان جدوجہد فرض نہیں ہو گی۔ ضرور ہو گی۔ اس کے لئے ضرور ایک منظم تحریک چلانی ہو گی۔ ایک مضبوط جماعت بنانی ہو گی اور تحریک منظم اور جماعت مضبوط اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ امیر جماعت کی اطاعت فرض ہو۔ اگر امیر جماعت اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد کا حکم دے اور جماعت حکم ماننے سے یہ کہہ کر انکار کر دے کہ امیر جماعت کی اطاعت نفل ہے تو کیا جماعت اعلائے کلمۃ الحق کے فریضہ کو ادا کر سکے گی، ہرگز نہیں۔ اگر جماعت اعلائے کلمۃ الحق کو فرض سمجھتی ہے تو وہ یہ سوچے کہ پھر اس کے حصول کا ذریعہ کیا ہو گا۔ کیا اس کے سوا اور بھی کوئی ذریعہ ہو سکتا ہے کہ جماعت اپنے امیر کے حکم جہاد کو فرض سمجھے اور فوراً جہاد کے لئے تیار ہو جائے۔ امیر کے تمام احکام اعلائے کلمۃ الحق ہی کے گرد گھومتے ہیں لہٰذا اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنی ضروری ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ (النور ۔ ۵۵)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا ان سے وعدہ ہے کہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان لوگوں کو خلافت دی تھی جو ان سے پہلے گذرے ہیں اور ان کے لئے ان کے دین کو جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف وہراس (کو ختم کرنے) کے بعد

(اس کے) بدلہ میں امن عطاء فرمائے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صالح مؤمنین سے تین وعدے فرمائے ہیں:۔

(۱) ان کو حکومت وخلافت عطاء فرمائے گا، (۲) دینِ اسلام کو مستحکم کردے گا، (۳) خوف کی زندگی کے بدلہ میں امن وامان کی زندگی دے گا۔

آیتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وعدوں کے پورے ہونے سے پہلے۔

(۱) ان کے پاس کوئی حکومت نہ ہوگی، (۲) دینِ اسلام مستحکم نہیں ہوگا، (۳) ان کے دن خوف وہراس میں گذرتے ہوں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان صالح مؤمنین کو حکومت، استحکام دین اور امن وامان کیسے عطاء ہوگا؟ کیا اس کے لئے انہیں کچھ کرنا ہوگا یا بغیر کچھ کئے تحفۃً انہیں یہ چیزیں مل جائیں گی؟ کیا خلافت کے عطاء ہونے سے پہلے مؤمنین کی کوئی جماعت ہوگی یا نہیں؟ اگر جماعت ہوگی تو کیا اس کا امیر ہوگا یا نہیں؟ اگر امیر ہوگا تو اس کی اطاعت لازمی ہوگی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ حصولِ خلافت کے لئے ان صالح مؤمنین کو جماعت بھی منظم کرنی ہوگی، امیرِ جماعت کی اطاعت بھی کرنی ہوگی اور پھر جدوجہد بھی کرنی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۔ اللہ (کے راستہ) میں جہاد کرو جیساکہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ (الحج۔۷۸)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض امیر صرف دو ہی قسم کے ہیں یعنی امیرِ سلطنت (خلیفہ) یا امیرِ سفر۔ تیسرے امیر کا کوئی تصور اسلام میں نہیں۔

جواب اگر تیسرے امیر کا کوئی تصور اسلام میں نہیں تو پھر تیسری جماعت کا تصور بھی اسلام نہیں۔ ایسی صورت میں اعتراض کرنے والوں کو چاہیئے کہ اپنی جماعت توڑ دیں، امیر کو کالعدم کردیں۔ اگر وہ اپنی جماعت نہیں توڑتے اور اپنے امیر کو کالعدم نہیں کہتے تو وہ ایک بدعت کے مرتکب ہوں گے۔

ہمارے نزدیک تو تیسری جماعت اور تیسرے امیر کا تصور اسلام میں موجود ہے اور ہم گذشتہ صفحات میں خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے ضمن میں اسے بیان کرچکے ہیں۔

بعض سوالات اور ان کے جوابات

بعض لوگ اس سلسلہ میں کئی سوال کرتے ہیں۔ ان کے یہ سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال نمبر ۱ کیا اطاعت کے لحاظ سے امیر کی کئی قسمیں ہیں مثلاً سیاسی امیر، غیر سیاسی امیر، اجتہادی اولوالامر وغیرہ۔

جواب اس سوال کو اگر فقہاء کے ہاں بھیج دیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ یہ کام ان کے ہاں بڑے شد و مد سے ہوتا ہے۔ وہ لوگ اقسام بھی بنا لیتے ہیں اور پھر ہر قسم کے احکام بھی علیحدہ علیحدہ وضع کر لیتے ہیں۔ جماعت المسلمین تو جو کچھ قرآن مجید اور احادیث تک ہے اُسے پہنچانے والی ہے۔ جماعت المسلمین نہ تو اقسام بناتی ہے اور نہ اُسے جائز سمجھتی ہے۔ اطاعت کے لحاظ سے نہ قرآن مجید میں اولوالامر کی اقسام بیان کی گئی ہیں اور نہ حدیث میں لہٰذا اطاعت کے لحاظ سے اولوالامر یا امیر کی بس ایک قسم ہے یعنی ہر امیر واجب الاطاعت ہے۔

ہر امیر سیاسی ہوتا ہے کیونکہ سیاست اسلام کا جزو اعظم ہے۔ امارت سے اگر سیاست کو نکال دیا جائے تو وہ پیری مریدی یا خانقاہیت ہے، اسلام نہیں۔

سوال کرنے والوں کو چاہیئے کہ سوال میں جن اقسام کا ذکر ہے ان کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث سے دیں اور پھر سوال کریں۔ یہ اقسام بالکل لغو اور خود ساختہ ہیں۔

سوال نمبر ۲ تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم کے تحت جماعت کے سربراہ کو حاکم، امیر، امام یا خلیفۃ المسلمین کہا جا سکتا ہے؟

جواب ہم تو صرف وہی کہتے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث میں ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ امیرِ سفر، امیرِ لشکر، امیرِ جماعت، امیرِ حج، امیرِ مکہ کے الفاظ تو ہمیں احادیث میں ملتے ہیں لہٰذا ہم بھی ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں۔ خلیفۂ سفر، خلیفۂ لشکر، خلیفۂ جماعت، خلیفۂ حج یا خلیفۂ مکہ کے الفاظ حدیث میں نہیں ملتے لہٰذا ہم بھی انہیں استعمال نہیں کرتے۔ "حاکم" کے ساتھ بھی یہ مرکب اضافی ہمیں حدیث میں نہیں ملتے لہٰذا ہم بھی ان مرکبات کو استعمال نہیں کرتے۔ جماعت کے سربراہ کے لئے امیر یا امام کے الفاظ حدیث میں ملتے ہیں لہٰذا یہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

سوال ۳ | کیا جماعت کے سربراہ کی انتظامی امور میں اطاعت فرض ہے یا نفل ؟

جواب | جماعت کے سربراہ کو امیر یا امام کہتے ہیں اور گزشتہ اوراق میں ہم امیر یا امام کی اطاعت کو فرض ثابت کر چکے ہیں لہٰذا جماعت کے سربراہ کی اطاعت فرض ہے۔

سوال ۴ | اگر کوئی شخص جماعت کے سربراہ کی انتظامی امور میں اطاعت نہیں کرتا تو کیا وہ گنہگار ہوگا ؟

جواب | فرض کا تارک یقیناً گنہگار ہے ۔

سوال ۵ | جماعت المسلمین کے سربراہ کے اختیارات شریعت نے کس حد تک متعین کئے ہیں؟

جواب | کیونکہ جماعت کے سربراہ کے لئے شرعی لفظ امیر یا امام ہے لہٰذا جماعت کے سربراہ کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو شریعت نے امیر یا امام کے لئے متعین کئے ہیں۔

سوال ۶ | جماعت کے سربراہ کو اولوا الامر یا غیر اولی الامر یا اجتہادی اولوا الامر کہنا کہاں تک درست ہے ؟

جواب | جماعت کے سربراہ کو اولوا الامر کہہ سکتے ہیں ۔ باقی الفاظ خود ساختہ ہیں قرآن مجید یا حدیث میں یہ الفاظ نہیں ملتے لہٰذا ان کے متعلق سوال لغو ہے ۔مزید برآں غیر اولی الامر سے مراد امیر ہو ہی نہیں سکتا ۔ مامور ہو سکتا ہے ۔

معترضین سے چند سوالات

(۱) کیا سیاسی امیر اور غیر سیاسی امیر یا اولوا الامر، غیر اولی الامر، اور اجتہادی اولوا الامر کے الفاظ قرآن مجید یا حدیث نبوی میں ملتے ہیں ؟ اگر ملتے ہیں تو ان کا ثبوت دیجئے۔

(۲) اعلائے کلمۃ الحق یا حصولِ خلافت کے لئے لائحہ عمل کیا ہوگا ؟

(۳) کیا اس لائحہ عمل کا ثبوت سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ملتا ہے ؟

(۴) اگر اس لائحہ عمل کا ثبوت سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ملتا تو کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی کاملیت میں تو فرق نہیں آتا ؟

(۵) اگر اس لائحہ عمل کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں نہیں ملتا تو کیا یہ لائحہ عمل بدعت نہیں ہوگا ؟

(۶) اگر کسی دینی مقصد کے لئے جماعت کا قیام ضروری ہو تو کیا وہ چیز جس کے بغیر جماعت چل نہ سکے ضروری ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں ؟